ذاتی مکان کے لئے رقم رکھی ہو، تو اس کی وجہ سے حج فرض ہوگا یا نہیں؟

مجیب: مولانا عابد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1203

تاریخ اجراء: 13 جمادی الثانی 1445ھ / 27 دسمبر 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

جس کے پاس اپنا ذاتی مکان نہیں ہے، وہ خود کرائے کے مکان میں رہتا ہے، کیا اُس پر حج فرض ہو گا جبکہ اتنے پیسے اُس کے پاس موجود ہوں مگر یہ مکان خریدنے کے لئے رکھے ہوں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب گورنمنٹ کی طرف سے حج کے فارم جمع ہو رہے ہوں یا اس کے بعد جب تک پرائیویٹ طور پر حج کے لیے جانا ممکن ہو اور انہی دنوں میں اتنی رقم موجود ہو کہ اس رقم سے حج کیا جا سکتا ہے اور حج فرض ہونے کی دیگر شرائط بھی پائے جا رہے ہوں تو حج کرنا فرض ہے، اگرچہ اپنا ذاتی گھر نہ ہو اور رقم ذاتی گھر خریدنے کے لیے جمع کی ہو۔ ایسی کیفیت میں مکان خریدنے کے لیے رقم استعمال کر لینا جائز نہیں ہو گا۔ ہاں اگر فارم جمع ہونے کا زمانہ آنے سے پہلے ہی ذاتی گھر خرید لیا تو پھر حج فرض نہیں ہو گا جبکہ اس کے علاوہ بقدرِ استطاعت مال نہ ہو۔

بدائع الصنائع میں ہے "ثم ما ذكرنا من الشرائط لوجوب الحج من الزاد، والراحلة، وغير ذلك يعتبر وجودها وقت خروج أهل بلده حتى لو ملك الزاد، والراحلة في أول السنة قبل أشهر الحج، وقبل أن يخرج أهل بلده إلى مكة فهو في سعة من صرف ذلك إلى حيث أحب؛ لأنه لا يلزمه التأهب للحج قبل خروج أهل بلده؛ لأنه لم يجب عليه الحج قبله، ومن لا حج عليه لا يلزمه التأهب للحج فكان بسبيل من التصرف في ماله كيف شاء، وإذا صرف ماله ثم خرج أهل بلده لا يجب عليه الحج فأما إذا جاء، وقت الخروج، والمال في يده فليس له أن يصرفه إلى غيره على قول من يقول بالوجوب على الفور؛ لأنه إذا جاء وقت خروج أهل بلده فقد وجب عليه الحج لوجود الاستطاعة فيلزمه التأهب للحج، فلا يجوز له صرفه إلى غيره كالمسافر إذا كان معه ماء للطهارة. وقد قرب

الوقت لا یجوز له استهلا که في غیر الطهارة، فإن صرفه إلی غیر الحج أثم، وعلیه الحج "ترجمہ: جو ہم نے وجوبِ حج کی شرائط ذکر کی ہیں مثلاً زادِ راہ اور سواری وغیرہ ہونا ان کے پائے جانے کا اعتبار اہل شہر کے حج کے لئے نکلنے کے وقت ہو گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اشہر حج سے پہلے، سال کے شروع میں زادِ راہ اور سواری کا مالک ہے تو اہل شہر کے مکے کی طرف نکلنے سے پہلے اس کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ رقم جہاں چاہے صرف کر دے کیونکہ ابھی اس پر اہل بلد کے نکلنے سے پہلے حج کی تیاری کرنا لازم نہیں کیونکہ اس سے پہلے حج لازم نہیں ہوتا اور جس پر حج لازم نہ ہوا ہو اس پر حج کی تیاری کرنا بھی لازم نہیں تو یہ اپنا مال جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے اور جب اس مال کو خرچ کر دیا پھر اہل بلد حج کے لئے نکلے تو اس پر اب بھی حج لازم نہیں۔ لیکن اگر لوگوں کے نکلنے کا وقت آگیا اور مال اس کے پاس موجود ہے تو اب اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس مال کو کسی اور کام میں خرچ کرے ان ائمہ کے قول پر جن کے نزدیک حج کرنا علی الفور واجب ہے کیونکہ جب اہل بلد کے حج کے لئے نکلنے کا وقت آگیا تو استطاعت پائے جانے کی وجہ سے اس پر حج کرنا لازم ہو گیا لہٰذا اس کی تیاری بھی اس پر لازم ہے اور اب اس کے لئے کسی اور کام میں مال خرچ کر دینا جائز نہیں ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ مسافر جس کے پاس طہارت کے لئے پانی ہو اور نماز کا وقت قریب آجائے تو اب اس کے لئے اس پانی کو طہارت کے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کر دینا جائز نہیں۔ لہٰذا اس صورت میں اگر اس نے حج کے علاوہ کسی اور کام میں وہ مال خرچ کر دیا تو یہ گناہگار ہو گا اور حج کرنا اس کے ذمہ لازم رہے گا۔ (بدائع الصنائع، جلد 3، صفحہ 51، مطبوعہ مصر)

المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط میں ہے: "ومن له مال یبلغه ای الی مکة ذهابا وایابا ولا مسکن له ولا خادم ای والحال انه لیس له سکن یاوی الیه، ولا عبد یخدمه، ویکون حوالیه، وهو محتاج الی کل منهما او احدهما، فلیس له صرفه الیه ای صرف المال الی ما ذکر من المسکن والخادم ان حضر الوقت ای وقت خروج اهل بلده للحج فانه تعین اداء النسک علیه، فلیس علیه ان یدفعه عنه الیه بخلاف من له مسکن یسکنه لا یلزمه بیعه والفرق بینهما ما فی البدائع وغیره عن ابی یوسف انه قال اذا لم یکن له مسکن ولا خادم، وله مال یکفیه لقوت عیاله من وقت ذهابه الی حین ایابه وعنده دراهم تبلغه الی الحج لا ینبغی ان یجعل ذالک فی غیر الحج فان فعل اثم لانه مستطیع بملک الدراهم، فلا یعذر فی الترک، ولا یتضرر بترک شراء المسکن والخادم، بخلاف بیع المسکن والخادم فانه یتضرر ببیعهما "ترجمہ: اور جس کے پاس مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے کے اخراجات

ہیں اور اس کے پاس گھر اور خادم نہیں ہے یعنی اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے پاس گھر نہیں جس میں رہے اور نہ ہی خادم ہے جس سے خدمت لے سکے اور ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی حاجت بھی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس مال کو گھر یا خادم کے خریدنے میں صرف کرے۔ یہ اس وقت ہے جب اس شہر والوں کا حج کے لئے نکلنے کا وقت ہو کیونکہ اب اس پر حج کرنا متعین ہو گیا تو اب اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس مال کو حج کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ کرے بخلاف اس کے کہ جس کے پاس گھر موجود ہے جس میں وہ رہتا ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا لازم نہیں ہے اور ان دونوں مسئلوں میں کہ جو بدائع الصنائع میں ہے اور اس کے علاوہ امام ابو یوسف سے مروی ہے فرمایا کہ جب کسی کے پاس گھر نہ ہو اور نہ ہی خادم ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اس کے جانے کے وقت سے لے کر واپس آنے تک اس کے اہل وعیال کے نفقہ کو کافی ہو اور اس کے پاس اتنے درہم ہیں کہ حج تک پہنچ جائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حج کے علاوہ میں خرچ کرے اگر اس نے حج کے علاوہ خرچ کیا تو گنہگار ہو گا (اور حج کرنا اس کے ذمہ لازم رہے گا) کیونکہ درہم کے ملکیت میں ہونے کی وجہ سے استطاعت ثابت ہو گئی اور حج کو ترک کرنے میں کوئی عذر بھی نہیں ہے اور نہ ہی گھر اور خادم کے نہ خریدنے میں کوئی ضرر ہے بخلاف اس کے کہ جو گھر اور خادم اس کے پاس موجود ہیں ان کو بیچ کر جانے میں ضرر ہے۔ (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، ص44، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”روپیہ ہے جس سے حج کر سکتا ہے مگر مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے اور خریدنے کے بعد حج کے لائق نہ بچے گا تو فرض ہے کہ حج کرے اور باتوں میں اُٹھانا گناہ ہے یعنی اس وقت کہ اُس شہر والے حج کو جارہے ہوں اور اگر پہلے مکان وغیرہ خریدنے میں اُٹھادیا تو حرج نہیں۔“ (بہار شریعت، جلد1، صفحہ1042، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net